اسلامی ریاست میں سربراہ مملکت کا طریقہ انتخاب، اوصاف اور فرائض المادردی کے افکار کے تناظر میں: ایک تحقیقی جائزہ

The selection process, attribute and duties of the Head of Islamic State: A research study in the context of Al-Mawardi's thoughts

محمد شعیب*

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی**

امان اللہ***

Abstract:

There is consensus among Muslim *Ummah* and *Imams* that, for an Islamic state, selection of the head of state is the most important and compulsory. Selection of leader would be such as who is pious, virtuous, scholar of *Shariah*, honest, wise and courageous so that the management/ administration of the state may be carried out justifiably. In *Ahle Sunnah*, it is obligatory for the noble creature of Almighty Allah to select leader (Imam) for themselves, otherwise all of them would be considered as sinners. The best way for the selection of *Imam* is *"Khulafa-e-Rashideen",* in the light of which Muslim *Ummah* can choose Imam. The first and uttermost obligation of the elected Imam is to abide by religion. Beside other duties of Imam, include protection of the state, establishment of *Shariah* limits, propagation of Islamic mission and leading the Islamic state. In this research paper we are discussing *Al-Mawardi*'s concepts for the selection process, attribute and duties of the head of Islamic state.

Keywords: *Al-Mawardi*, *Imamat*, selection, rules, leader, Islamic state

* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی
muhammad.shoaib5573@gmail.com

** صدر شعبہ قرآن وسنہ / ڈائریکٹر سیرت چیئر وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچیhafiz_sani@gmail.com

*** لیکچرر، شعبہ قرآن وسنہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی amanamin400@gmail.com

تعارف:

ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی ۳۶۴ھ بمطابق ۹۷۴ء کو عراق میں پیدا ہوئے اور ۸۶ سال کی عمر میں ۴۵۰ھ بمطابق ۱۰۵۷ء میں انتقال فرمایا۔ اسلامی تاریخ میں بہت عظیم شخصیات پیدا ہوئیں، لیکن امام ماوردی اپنے علمی، فکری وسیاسی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ امام ماوردی مفسر وفقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سیاسی شخصیت بھی تھے۔ آپ نے ایسے زمانے میں آنکھ کھولی جب اسلامی دولت مشترکہ وہ شان وشوکت اور جاہ وجلال کھو چکی تھی جو سابقہ اماموں کا طرہ امتیاز تھا۔ اس زمانے کے خلفاء کی اقتدار کے معاملے میں بے بسی دیکھ کر آپ کو سخت افسوس ہوا۔

امام ماوردی نے حالات کا تجزیہ کرنے کے بعد اندازہ لگایا کہ خلفاء کی بے بسی ان کی کمزوری کا نتیجہ ہے ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے خلفاء کے اوصاف کے بارے میں سخت شرائط مقرر کیں۔ حکومت اور نظم ونسق کے بارے میں کچھ اصلاحی تجاویز پیش کیں ملکی انتظام کے موضوع پر آپ نے کتابیں تصنیف کیں۔

اسلامی مملکت کے راہنما اصولوں کے حوالے سے امام ماوردی نے قرآن اور سنت کی روشنی میں راہنما کتابیں الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، نصیحۃ الملوک، قوانین الوزراء کے نام سے تحریر کیں جو ایک اسلامی مملکت کے لیے دستور کی حیثیت رکھتی ہے جس میں آپ نے سربراہ مملکت جیسے اہم عہدے کے لیے طریقہ انتخاب، اوصاف اور فرائض پر روشنی ڈالی ہے۔ امام ماوردی سربراہ مملکت یعنی ریاست کے سربراہ کے لیے امام اور امامت کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور اس مقالے کا بنیادی موضوع بھی یہی ہے کہ سربراہ مملکت کا طریقہ انتخاب، اوصاف اور فرائض کیا ہونے چاہیے؟ سب سے پہلے امام اور امامت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

امامت کی لغوی تعریف:

امامت مصدر ہے أَمَّ فعل کا، اس کا معنی ہے آگے بڑھنا، اور امام ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی اقتدا کی جائے۔ علامہ ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں:

الإمام کل من ائتم به قوم، کانوا علی الصراط المستقیم أو کانوا ضالین، والجمع: أئمة۔۔۔ والخلیفة إمام الرعیة۔[1] (امام ہر اس شخص کو کہتے ہیں جس کی کوئی قوم پیروی کرے، چاہے وہ قوم ہدایت یافتہ ہو، یا گمراہ اور اس کی جمع ائمہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور خلیفہ رعیت (لوگوں) کے مقتدا کو کہتے ہیں۔)

فیروز اللغات اردو میں لکھا ہے کہ "امام پیشوا اور ہادی کو کہتے ہیں۔"[2]

امامت کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، شرح عقائد میں ہے:

نیابتهم عن الرسول فی إقامة الدین بحیث یجب علی کافة الإمم الاتباع.[3] (امامت اقامت دین کے فریضہ سر انجام دینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیابت کو کہتے ہیں، اس حیثیت سے کہ تمام امت پر اس کی اتباع واجب ہے۔)

شرح مقاصد میں ہے:

وهی ریاسة عامة فی أمر الدین والدنیا خلافة عن النبیﷺ۔[4] (اور وہ دین ودنیا کے معاملہ میں ریاست عامہ اور نبی کریم ﷺ کی خلافت کو کہتے ہیں۔)

امام ماوردی لکھتے ہیں:

الامامة موضوعة لخلافة النبوة فی حراسة الدین وسیاسة الدنیا.[5] (امامت دین کی حفاظت اور دنیاوی معاملات کی انجام دہی کے لیے نبوت کی نیابت کے طور پر وضع کی گئی ہے۔)

علامہ جیونی نے امامت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

الإمامة ریاسة تامة،وزعامة تتعلق بالخاصة والعامة فی مهمات الدین والدنیا ۔[6] (امامت اس ریاست تامہ اور پیشوائی کو کہتے ہیں جس کا تعلق دین ودنیا کے اہم معاملات میں ہر خاص وعام سے ہو۔)

ابنِ خلدون لکھتے ہیں:

هی حمل الکافة علیٰ مقتضی النظر الشرعی فی مصالحهم الأخرویة والدنیویة الراجعة الیها، اذ احوال الدنیا ترجع کلها عند الشارع إلی اعتبارها بمصالح الاخرة. فهی فی الحقیقة خلافة عن صاحب الشرع فی حراسة الدین وسیاسة الدنیا به۔[7] (شرعی نقطہ نظر سے تمام لوگوں کو ان کے مصالح اخروی اور ایسے مصالح دنیوی پر ابھارنا ہے جو آخرت کی طرف لوٹنے والے ہیں، اس لیے کہ دنیا کے تمام احوال درحقیقت شارع کے نزدیک مصالح آخرت کی طرف لوٹتے ہیں، پس وہ (امامت و خلافت) درحقیقت دین کی حفاظت اور دنیاوی سیاست کے بارے میں صاحب شریعت ﷺ کی خلافت ونیابت ہے۔)

مندرجہ بالا الفاظ کے تعبیر اور استعمال میں فرق ضرور ہے، مگر معنی اور مطلب سب کا ایک ہے۔یعنی امامت اور خلافت، رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے دین کو قائم کرنا، اس کی حفاظت کا فریضہ سر انجام دینا اور دنیاوی معاملات میں لوگوں کے مصالح کے مطابق شریعت کی روشنی میں ان کی راہنمائی کرنے کو کہتے ہیں۔

باالفاظ دیگر "امامت" سے مراد مسلمانوں کا خلیفہ اور ان کا حاکم ہوتا ہے۔

امامت کی اہمیت وضرورت:

امامت (خلافت) کو قائم کرنا، انسانی معاشرے کے لیے انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ تمام امت کے ائمہ اس پر متفق ہیں کہ اس کا قیام لازمی اور ضروری ہے۔ چنانچہ امام ماوردی لکھتے ہیں:

الامامة موضوعة لخلافة النبوة فی حراسة الدین وسیاسة الدنیا۔[8] (نبوت کی جانشینی کے لیے امامت ہے تاکہ دین کی حفاظت ہو اور دنیا کا انتظام برقرار رہے۔)

امامت اجماع کی وجہ سے واجب ہے مگر اس حوالے سے الماوردی دو گروہوں کے نظریات پیش کرتے ہیں ایک گروہ کا خیال ہے کہ امام کا وجوب از روئے عقل ثابت ہے کیونکہ تمام ارباب عقل فطری طور پر اپنے معاملات ایسے راہنما کے حوالے کر دینا چاہتے ہیں جو انہیں ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے اور باہمی جھگڑوں میں فیصلہ کرے۔ دوسرے گروہ کا خیال یہ ہے کہ امامت کا وجوب شریعت سے ثابت ہے ان کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

یا ایها الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔[9] (اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اسکے رسول کی اور اپنے حکمران کی۔)

اس آیت سے اللہ تعالی نے اپنی، رسول اور اپنے حکام کی اطاعت فرض کر دی ہے، جب امام کی اطاعت فرض اور ضروری ہے۔ تو امام کی اطاعت تب ہو گی جب وہ موجود اور منتخب شدہ ہو جب موجود ہی نہ ہو تو اطاعت کیسے ممکن ہو گی۔

امام کا تقرر اس حدیث سے بھی ثابت ہو رہا ہے:

سیلیکم بعدی ولاۃ فیلیکم البر ببرہ ویلیکم الفاجر بفجورہ فاسمعوا لھم واطیعوا فی کل امر ما وافق الحق فان احسنوا فلکم ولھم وان اساؤا فلکم وعلیھم۔[10] (میرے بعد تم پر مختلف قسم کے لوگ حکومت کریں گے۔ نیک لوگ اپنی نیکی کے ساتھ اور نافرمان اپنی نافرمانی کے ساتھ تم پر حکومت کریں گے۔ تم بہر حال ان کی ایسی ہر بات کے معاملے میں سمع وطاعت پر قائم رہنا جو حق کے موافق ہو اور ان کے پیچھے نماز بھی پڑھتے رہنا۔ اگر وہ خوب کار ہوئے تو تمھیں بھی اجر مل جائے گا اور انھیں بھی۔ اور اگر وہ گناہ گار ہوئے تو تمھیں اجر مل جائے گا اور گناہ ان کے حصے میں آئے گا۔)

نبی کریم ﷺ کے بعد امت کی امامت اور قیادت خلفائے راشدین نے سنبھالی اور ان کے بعد مختلف امام اور حکمران منتخب ہوتے رہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ ایک دیانت دار اور باصلاحیت رہبر ان امور کی نگرانی کرے اور لوگوں کی توانائیوں اور دانشوروں کے افکار سے استفادہ کرتے ہوئے انحرافات کی بھی روک تھام کرے۔

شرائط امام:

احادیث رسول ﷺ میں امامت اور خلافت کے لیے مختلف شرائط اور اوصاف کا ذکر موجود ہیں اور فقہائے امت نے بھی مزید اس کی وضاحت کی ہے امام ماوردی کی بیان کردہ سات شرائط یہ ہے۔

فالشروط المعتبرة فيهم سبعة۔[11]

۱۔ العدالة على شروطها الجامعة: امام ماوردی نے پہلی صفت کی یہ وضاحت کی ہے۔ کہ وہ قول میں سچا ہو، امانت دار ہو خیانت کار نہ ہو، عادل ہو ظالم نہ ہو، مساوات کا قیام کرتا ہو، مصلح ہو فسادی نہ ہو۔

۲۔ العلم المؤدي الى الاجتهاد في النوازل والاحكام: علم ملوک اور امراء کی چادر ہے۔ الماوردی کے نزدیک علم سے مراد شریعت کا علم ہے۔ امام ایسا امام ہو کہ وہ غیر معمولی واقعات کے وقت اجتہاد کر سکے۔ لہذا امام کے لیے اجتہادی بصیرت اور استنباط کی صلاحیت ہونا ضروری ہے۔

۳۔ سلامة الحواس من السمع والبصر واللسان: حواس کی درستی، سننے، دیکھنے اور بولنے کے حوالے سے سالم ہو، لہذا حواس سے محروم شخص حق حکمرانی ادا نہیں کر سکتا ہے۔

۴۔ سليم الاعضاء: تاکہ حرکت کرنے میں آسانی ہو، جسمانی طور پر ناکارہ شخص یہ عظیم خدمت انجام نہیں دے سکتا ہے، امام کے لیے تمام اعضاء کا سالم ہونا ضروری ہے۔

۵۔ الراي المفضي الى سياسة الرعية وتدبير المصالح: عقلمندی اور دانشمندی تاکہ رعایا کی نگہبانی اور ملکی مصلحت میں بہتر فیصلے کر سکے، حالات سے ناواقف آدمی جو معاملہ فہم نہ ہو نظم و نسق قائم نہیں رکھ سکتا ہے۔

۶۔ الشجاعة والنجدة المودية الى حماية البيضة وجهاد العدو: شجاعت و دلیری تاکہ ملک کی حفاظت اور دشمن سے جہاد کیا جائے۔ کمزور دل اور بزدل آدمی ملک کا دفاع نہیں کر سکتا ہے، اور نہ امن قائم کر سکتا ہے۔

۷۔ النسب: الماوردی امام کے لیے قریشی ہونے کی شرط کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ الائمة من القريش۔[12] (ائمہ قریش میں سے ہونگے۔)

جمہور اہل سنت نے بھی خلافت کے لیے قریشی ہونا شرط قرار دیا ہے، بہر کیف اگر قریشی اقامت دین اور عدل وانصاف سے روگردانی کرلے تو پھر غیر قریشی کو خلیفہ بنانا جائز ہے تمام فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ خلافت کے لیے محض قریشی ہونا کافی نہیں ہے بلکہ دوسری شرائط کی رعایت بھی ضروری ہے۔ تاہم اگر دو شخص ان مطلوبہ شرائط کو پورا کرتے ہوں ان میں اسے ایک قریشی ہو اور دوسرا غیر قریشی تو قریشی کو ترجیح حاصل ہوگی لیکن الماوردی کے نزدیک امام کا قریشی النسب ہونا ضروری ہے اور ان کی دلیل بھی یہی مندرجہ بالا حدیث ہے۔

امام کا طریقہ انتخاب:

اسلامی سیاست میں انتخاب امام یا خلیفہ اہم اور ضروری امر ہے۔ امام ماوردی کا نظریہ امام کے انتخاب کے حوالے سے یہ ہے کہ امام کا انتخاب دو طریقوں سے ہوتا ہے:

والامامة تنعقد من وجهين۔[13]

امام دو طریقوں سے منتخب ہوتا ہے ایک یہ کہ اہل اختیار اسے منتخب کرلیں اور دوسرا یہ کہ سابقہ امام اسے اپنا ولی عہد بنائے۔ ماوردی دو طریقوں سے منتخب ہونے والے امام کو امامت کے لیے اہل قرار دیتے ہیں اس کے علاوہ وہ تمام طریقوں کے مخالفت کرتے ہیں جو ان دو طریقوں کے علاوہ ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام الماوردی ایک منتخب امام کے نظریہ کے قائل ہے۔

انتخاب بزریعہ ارباب اہل حل وعقد:

ارباب اہل حل وعقد (قومی نمائندے) جس شخص کو پسند کرلیں وہی امامت کا منصب سنبھالے گا۔ امام ماوردی نے ارباب اہل حل وعقد کی تعداد کے حوالے سے دو مذاہب کا تذکرہ فرمایا ہے "ایک فقہاء اہل بصرہ جن کا یہ کہنا ہے کہ امام کے انتخاب کے لیے کم از کم پانچ افراد کا ہونا ضروری ہے چاہے وہ پانچوں کسی ایک پر متفق ہو جائے یا ان میں سے ایک کو باقی چار امام تسلیم کرلیں۔ انکی دلیل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ ہے کہ پہلے صرف پانچ آدمیوں نے جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، بشر بن سعد رضی اللہ عنہ اور سالم ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام شامل تھے۔ انہوں نے آپ کے امامت پر اجماع کیا اور پھر دوسروں نے ان کی تقلید کی۔ علمائے کوفہ کا کہنا ہے کہ امامت کے انعقاد کے لیے تین آدمیوں کا ہونا کافی ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے دو کی رضامندی سے امام ہو، تاکہ ایک حاکم اور دو گواہ ہوں جیسا کہ نکاح میں ہوتا ہے[14]۔

اہل حل وعقد جب امام کا انتخاب کرنے لگے تو سب سے پہلے وہ امامت کی اہلیت رکھنے والے اشخاص کے حالات پر غور کریں اور ان میں سے جو بھی امامت کی شرائط پر پورا اترتا ہو اسکو منتخب کرلیں، تاکہ عوام الناس اس کی اطاعت فورا قبول کرلیں۔ اگر منتخب امام امامت کو قبول کرنے سے انکار کریں تو اس پر جبر نہیں کیا جائیگا ایسے صورت میں امامت دوسرے شخص کے سامنے پیش کی جائے گی۔ امام ماوردی لکھتے ہیں کہ اگر امامت کی تمام شرائط دو شخصوں میں مساوی ہوں تو ایسے صورت میں جو عمر میں بڑا ہو گا انہیں مقرر کیا جائے گا۔

فلو تکافا فی شروط الامامة اثنان قدم لھا اختیارا اسنھما وان لم تکن زیادة السن۔[15]

اسی طرح اگر دو صاحبوں میں سے ایک زیادہ عالم اور دوسرا زیادہ شجاع ہو تو اس صورت میں ضرورت وقت کا لحاظ کیا جائے گا۔ اگر دشمن سے خطرہ یا بغاوتوں کا خدشہ ہے تو شجاع کو ترجیح دی جائیگی، اور اگر حالات پر امن ہے، لیکن اہل بدعت ظاہر ہو رہے ہو تو عالم کو ترجیح دی جائیگی۔

ولو کان احدھما اعلم والاخر اشجع روعی فی الاختیار ما یوجبة حکم الوقت۔[16] (اگر دو افراد میں سے ایک بڑا عالم اور دوسرا بڑا شجاع ہے، تو وقت اور حالات کو دیکھا جائے جس کی ضرورت ہو اس کو منتخب کرلیں۔)

اسی طرح ایک وقت میں دو امام جائز نہیں کیونکہ دو اماموں کی موجودگی میں دین و دنیا کے امور میں انتشار پیدا ہو گا لہذا دونوں کی امامت باطل ہو گی۔

سابقہ امام کے ذریعہ نامزدگی:

فقہاء اور ائمہ سیاست نے تقرر امام کا دوسرا طریقہ یہ بھی بتایا ہے کہ خلیفہ سابق کسی کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کرلے تو اس حوالے سے امام ماوردی لکھتے ہیں:

واما انعقاد الامامة بعھد من قبله فھو مما انعقد الاجماع علی جوازہ ووقع الاتفاق علی صحته۔[17] (اور جہاں تک امام وقت کے اپنا جانشین مقرر کرنے کا معاملہ ہے، تو اس کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہوا ہے۔)

لہذا موجودہ امام اپنا ولی عہد مقرر کرسکتا ہے۔ لیکن امام کو چاہیے کہ ایسے شخص کو اپنا ولی عہد بنائے جو سب سے زیادہ مستحق ہو اور جس میں تمام شرائط امامت مکمل طور پر موجود ہو۔

امام کے فرائض:

رعایا جب امام کا انتخاب کرلیں تو اس صورت میں رعایا امام کی اطاعت کا عہد کرتے ہیں۔ اس لیے اس باہمی معاہدہ کی

روشنی میں امام پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، امام کے ذمے چونکہ پورے ملک کے نظم ونسق کے ساتھ ساتھ رعایا کی دیکھ بھال ہوتی ہے۔ لہذا اس اہم منصب اور عہدے کے لیے امام الماوردی نے ۱۰ فرائض کا ذکر کیا ہے:

والذی یلزمه من الامور العامة عشرة اشیاء۔[18] (امام کے ذمے دس امور واجب ہیں۔)

۱۔ امام کا پہلا فرض دین کی حفاظت ہے، اسلامی مملکت کے قیام کا مقصد ہی غلبہ اسلام اور غلبہ دین ہے۔ دین کی حفاظت کا مطلب ہی یہ ہے کہ اسلام کے تعلیمات کو عام فروغ ملے۔ امام ایسے مواقع پیدا کرے جس سے دین مغلوب ہونے کے بجائے غالب ہو جائے۔ دین ہی کے ذریعے سیاست میں استحکام پیدا کرے، اگر کسی شخص نے مذہب میں بدعت نکالی تو امام کا فرض ہے کہ اس کو حق بات سے آگاہ کریں تاکہ دین میں خلل نہ ہو اور امت لغزشوں سے بچی رہے۔ یعنی تحفظ ریاست سے زیادہ تحفظ دین کی ضرورت ہے۔

۲۔ جھگڑنے والوں میں احکام شرعیہ کا نفاذ: مسلمانوں میں سے جن کے درمیان معاملات وغیرہ پر لڑائی جھگڑا پیدا ہو جائے تو ان کے درمیان شرعی اصولوں کے مطابق فیصلے کرے۔

۳۔ ملک کی حفاظت اور دشمنوں سے اسے بچانا: اسلامی ریاست کے سربراہ کا تیسرا فرض یہ ہے، کہ وہ مملکت کی حفاظت کرے، اندرونی طور پر بھی اور بیرونی دشمن سے بھی اسے بچائے۔

۴۔ حدود شرعیہ کا قیام: تاکہ جن باتوں کو اللہ نے محارم قرار دیا ہے ان کا کوئی شخص ارتکاب نہ کرے۔ جب کسی ملک میں اللہ کے مقررہ کردہ حدود کا قیام ہو، تو وہاں لوگ اللہ کے حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب نہیں کرتے۔

۵۔ رحدوں کی پوری حفاظت: تاکہ دشمن کو اس میں اچانک دراندازی کا موقع نہ ملے۔ سرحدوں کی سیکورٹی کا باقاعدہ اور منظم انتظام ہو اور دشمن کے ہر قسم کی چھل پہل پر مکمل نظر ہو، تاکہ دشمن کی ہر قسم کے چال کو ناکام بنا سکیں۔

۶۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ جو نہ مانے ان سے جہاد کرنا: اسلامی مملکت کے سربراہ کا یہ بھی اہم فرض ہے کہ وہ دین اسلام کی نشرواشاعت عام کرے۔ لادین قوتوں کو دین کی دعوت دیں جو نہ مانے ان سے جہاد کریں۔

۷۔ خوف اور جبر اور زیادتی کے بغیر احکام شرعیہ اور فقہی اجتہاد کے مطابق خراج وصدقات کا وصول: امام ایسے معاشرے کو تشکیل دے کہ جہاں پر لوگ خود بخود رضاکارانہ طور پر خراج اور صدقات جمع کریں اور ان پر کسی قسم کا خوف اور جبر نہ ہو۔

۸۔ بیت المال سے مستحقین کے لیے وظیفوں اور تنخواہوں کی تقرری اس حیثیت سے کرے کہ نہ اس میں بخل ہو اور نہ ہی اسراف۔

۹۔ دیانت داروں کو اپنا قائم مقام مقرر کرے اور قابل اعتماد لوگوں کو حاکم و عامل مقرر کرے تاکہ حکومتی خزانہ

ایسے لوگوں کے سپرد ہو جو خیانت کار نہ ہوں۔ کسی بھی ریاست کو چلانے کے لیے محکمہ خزانہ ایک اہم محکمہ ہے لہذا اسی محکمہ کو چلانے کے لیے امانت دار لوگوں کا انتخاب انتہائی اہم ہوتا ہے۔

۱۰۔ خود تمام امور سلطنت کی نگرانی کرنا اور تمام واقعات و معاملات سے باخبر رہنا: امام کے لیے ضروری ہے کہ ایسے مشیروں کا انتخاب جو اسے ہر لمحہ ملکی معاملات اور پیش آنے والے تمام واقعات سے باخبر رکھے، تاکہ بہتر طریقے سے مملکت کی نگرانی ہو سکے۔

اللہ کا فرمان مبارک ہے:

یاداوود انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحكم بین الناس با الحق ولا تتبع الھویٰ فیضلك عن سبیل الله۔[19]

(اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے آپ لوگوں میں حق و صداقت سے حکومت کرو، خواہشات کے پیچھے نہ پڑ جانا ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دیں گے۔)

اس آیت میں اللہ نے محض تفویض خلافت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود خلیفہ کو امور سلطنت کے انجام دینے کا حکم دیا ہے۔ جب ایک خلیفہ یا امام ان تمام فرائض کی بجا آوری کرے گا، تو یقینا ایسی ریاست ایک فلاحی ریاست شمار ہوگی۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام امت مسلمہ اور ائمہ دین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اسلامی ریاست کے لیے سربراہ مملکت کا انتخاب اہم اور ضروری ہے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کے بندوں پر واجب ہے کہ اپنے لیے امام منتخب کریں ورنہ تمام گناہ گار ہونگے۔ ایک ایسے امام کا انتخاب جو متقی، پرہیز گار، شریعت کا عالم، امانت دار، عقلمند اور دلیر ہو تاکہ مملکت کا انتظام وانصرام صحیح طریقے پر چلیں۔

امام کے انتخاب کے لیے بہترین طریقہ انتخاب خلفائے راشدین کا کا طریقہ ہے جس کی روشنی میں امت مسلمہ اپنے لیے امام منتخب کر سکتے ہیں۔ منتخب امام کے فرائض میں سب سے پہلا فرض اقامت دین کا فریضہ ہے اس کے علاوہ ملک کی حفاظت، حدود شرعیہ کا قیام، اسلام کی دعوت و تبلیغ، اسلامی ریاست کی نگرانی جیسے اہم امور امام کے فرائض میں شامل ہے۔ لہذا امت مسلمہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ ایک ایسے امام کا انتخاب عمل میں لائے جو انہیں زووال سے عروج کی طرف سفر پر گامزن کریں۔

حوالہ جات:

[1] ابن منظور، لسان العرب، بیروت: دار صادر، س۔ن، جلد ۱۲، ص ۲۴

[2] فیروز اللغات، اردو، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ص ۱۲۶

[3] مسعود بن عمر بن عبد اللہ التفتازانی، شرح عقائد، کراچی: میر محمد کتب خانہ، س۔ن، ص ۱۰۸

[4] مسعود بن عمر بن عبد اللہ التفتازانی، شرح المقاصد، (تحقیق و تعلیق الدکتور عبد الرحمان عمیرۃ)، بیروت: عالم الکتب للنشر والتوزیع، ط ۲، ۱۹۹۸، جلد ۶، ص ۲۳۲

[5] علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۱، ص ۵

[6] عبد الملک الجوینی، غیاث الامم فی التیاث الظلم، دار الدعوۃ الاسکندریۃ، س۔ن، ص ۱۵

[7] عبد الرحمان ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، مکہ: دار الباشائر للنشر وللتوزیع، س۔ن، ص ۱۹۰

[8] علی بن محمد الماوردی، محولہ بالا

[9] القرآن۔ سورۃ النساء آیت ۵۹

[10] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، المطبوعۃ السلفیہ، ۱۴۰۳ھ، جلد ۲، ص ۵۰۴

[11] علی بن محمد الماوردی، محولہ بالا، ص ۶

[12] احمد بن حنبل، مسند احمد، م ن، س۔ن، جلد ۳، ص ۱۲۹

[13] علی بن محمد الماوردی، محولہ بالا، ص ۷

[14] ایضاً

[15] ایضاً، ص ۸

[16] ایضاً، ص ۹

[17] ایضاً، ص ۱۱

[18] ایضاً، ص ۱۸

[19] القرآن۔ سورہ ص آیت ۲۶